جملہ حقوق غیر محفوظ

کتاب	:	ہم عیادت کس طرح کریں؟
مصنف	:	**مولانا غیاث احمد رشادی**
صفحات	:	۴۰
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
کمپیوٹر پروسس	:	**محمد مجاہد خان،** مکتبہ سبیل الفلاح ،نزد یونیک ہائی اسکول، قدیم ملک پیٹ ،حیدرآباد- فون:30909889
ناشر	:	مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ-۶۷۵ نزد یونیک ہائی اسکول، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد-انڈیا۔ ای۔میل:maktabasabeelulfalah@yahoo.com
قیمت	:	دس روپئے Rs.10/-

ملنے کے پتے

۱ مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ نمبر-۶۷۵، نزد یونیک ہائی اسکول، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد-فون:30909889

۲ ہندوستان پیپر ایمپوریم مچھلی کمان، حیدرآباد-

۳ حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان، حیدرآباد-

۴ الاوراق پبلیشرز، کرما گوڑہ، حیدرآبادو

۵ کلاسیکل آٹوموٹیو، 324 C.M.H. Road، اندرانگر، بنگلور-

۶ ھدیٰ ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی روڈ، حیدرآباد-

۷ کمرشیل بک ڈپو، چارمینار، حیدرآباد-

فہرست مضامین

۱) عرض مولف
۲) سکون وامن اگر چاہتے ہو
۳) پانچ حقوق
۴) بیماراور تیماردار کا رشتہ
۵) عیادت ایک فن ہے
۶) بیمار کے ذہن میں تیماردار کا تصور
۷) تیمادارخود بیمار
۸) مذہب اسلام اور عیادت
۹) عیادت اور حسن ظن
۱۰) عیادت واجب یا سنت
۱۱) تو نے میری عیادت نہیں کی
۱۲) ستر ہزار فرشتوں کی دعائیں
۱۳) عیادت کرنے واالا دریائے رحمت میں
۱۴) عیادت کرنے والے کیلئے جنت کے پھل
۱۵) عیادت کرنے والے کیلئے مبارک بادی
۱۶) عیادت کے وقت کی چند دعائیں
۱۷) عیادت اور وضو
۱۸) عیادت کیلئے چل کر جانا افضل
۱۹) عیادت کرنے والا بیمار کو تسلی دے
۲۰) عیادت کرنے والا بیمار کیلئے دعا کرے
۲۱) عیادت کرنے والا شور نہ کرے
۲۲) عیادت کرنے والا زیادہ دیر نہ بیٹھے
۲۳) چند سبق آموز اور دلچسپ واقعات
۲۴) اگر بیمار ہی چاہے تو
۲۵) بیمار کی دعاء فرشتوں کی دعاء
۲۶) بیمار جو چیز مانگے دینا چاہیے
۲۷) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی عیادت کی
۲۸) حضور ﷺ نے یہودی لڑکے کی عیادت کی
۲۹) تیمارداری کے آداب
۳۰) حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت
۳۱ بیمار کے گھر والوں سے بیمار کی حالت پوچھنا
۳۲) بیمار کے آرام کا خیال رہے
۳۳) بیمار اور تیماردار اور فرشتوں کی دعاء
۳۴) عیادت کرنے والے کی رپورٹ رب کے پاس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

یہ ایک فطری حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی مخلوقات پیدا کی ہیں لوگوں کو ان سے مختلف قسم کی امیدیں ہوتی ہیں، آدمی گائے اور بھینس پالتا ہے تو اس سے یہ امید وابستہ ہوتی ہے کہ وہ گھانس کھا کر دودھ مہیا کریگی، زمین پر ہل چلانے کے بعد بیج بو کر کسان یہ امید کرتا ہے کہ اس سے اناج، میوے اور ترکاریاں ملیں گی، بادل پر نظر پڑتے ہی اس سے امیدیں وابستہ ہو جاتی ہیں کہ چند لمحوں میں یہ بادل بارش برسائے گا، جنگل اور چمن کے درختوں سے یہ اُمید ہوتی ہیکہ وہ پھل اور پھول سے نوازیں گے، مختلف قسم کی سواریوں سے اُمیدیں لگی ہوتی ہیں کہ یہ ہمیں منزل مقصود تک پہنچا دیں گی، انسان ہر چھوٹی بڑی چیز پر اپنی نظریں جماتے ہوئے امیدوں کا تسلسل ذہن میں جمائے رکھتا ہے، اس کا یہ عمل بجا طور پر صحیح اور درست ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ایک انسان ہونے کی حیثیت سے انسان سے بھی کچھ امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ جب چھوٹی، کمزور اور بے جان چیزوں سے اُمیدیں رکھی جاسکتی ہیں تو ایک عقلمند، ذی شعور، جان رکھنے والے اور ہر قسم کی قوت و صلاحیت رکھنے والے انسان سے اُمیدیں کیوں رکھی نہیں جاسکتیں؟ ریشم کے کیڑے سے ریشم کی اُمید، شہد کی مکھی سے شہد ملنے کی توقع اور مور کے پروں سے گھروں کی دیواروں کی سجاوٹ کا یقین ہے تو انسان جیسے اشرف اور قابل احترام مخلوق سے (جس کی خاطر دنیا کی تخلیق کی گئی ہے) کیسے اُمیدیں نہیں رکھی جاسکتیں، اس طرح انسان سے مجموعی اعتبار سے دو چیزوں کا مطالبہ کیا جائیگا (۱) عبدیت اور (۲) اخلاق حسنہ، عبدیت کا تعلق خالق کائنات سے ہے جس نے اسکو پیدا کیا ہے اور اخلاق حسنہ کا

تعلق ان انسانوں سے ہے جو ابن آدم ہونے کی حیثیت سے اس کے بھائی ہیں، عبدیت کے اظہار پر انسان مجبور ہے اس لئے کہ وہ ہر آن عبد (بندہ) ہے، وہ معبود بن نہیں سکتا اور اخلاق کے ذریعہ وہ دوسری مخلوقات سے ممتاز ہوگا اور ان اخلاق حسنہ کی کشش سے وہ لوگوں میں محبوب و پسندیدہ بھی ہوجائے گا، اخلاق انسان کیلئے کوئی ناخوشگوار بوجھ ہرگز نہیں ہیں، اخلاق انسان کیلئے ایسے ہی ہیں جیسے پھولوں کیلئے رنگ وبو، پرندوں کیلئے پر اور آنکھوں کیلئے پلکیں، پھولوں کی قیمت انکے رنگ و بو کی وجہ سے ہے، اگر پھولوں میں دلکش رنگ نہیں اور محسوس کی جانیوالی خوشبو نہیں تو وہ پھول، پھول کہے جانے کے قابل نہیں، اسی طرح جس انسان میں اخلاق وکردار نہیں اور تہذیب وتمدن کا نام و نشان نہیں وہ انسان، انسان کہے جانے کے قابل نہیں، اس کو جنگل کا درندہ تو کہا جاسکتا ہے جس میں صرف اپنی بھوک کو مٹانے کی فکر ہوتی ہے۔

انسانیت کی تکمیل اپنے رب کی طرف بڑھنے اور اس کا تقرب پانے اور سارے انسانوں کے ساتھ اخلاق حسنہ سے پیش آنے میں ہے،اور انسانی زندگی میں اخلاق کا نمایاں اظہار حقوق کی ادائیگی کی صورت میں ممکن ہے اور حقوق قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ سے معلوم ہوتے ہیں، نبی رحمت ﷺ نے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے سلسلہ میں جو باتیں بیان فرمائی ہیں ان میں ایک حق عیادۃ المریض (بیمار کی تیمارداری) بھی ہے، آج کل لوگ بڑی بڑی دعوتوں کا اہتمام کرتے ہوئے اپنی شان وشوکت ظاہر کرنے میں تو آگے ہیں، ہزاروں میل دور رہنے والوں سے رابطہ پیدا کرتے ہوئے ان کی نزدیکی پانے میں تو صف اول میں ہیں،لیکن اپنے پڑوس میں اپنے ہی قریبی رشتہ داروں میں،اپنے ہی دوستوں میں اور اپنے ہی متعلقین میں بلکہ اپنے ہی گھر میں جو بیمار ہوکر گوشہ نشین ہوچکے ہیں ان سے کم از کم ایک مرتبہ ملاقات

کرنے کی بھی انہیں فرصت نہیں ہے، اور اگر اتفاق سے تیمارداری کر بھی لیں تو تیمارداری کے صحیح طریقے سے واقف نہیں ہیں جس کی وجہ سے بیمار کو راحت کے بجائے تکلیف ہوجاتی ہے ، جب کبھی ایسے مناظر پیش آتے ہیں تو عورتوں کو بھی احساس ہوجاتا ہے کہ اخلاقی اعتبار سے یہاں مسلمانوں میں جھول ہے، چنانچہ ایک صالح اور نیک دل خاتون نے مجھ سے اس سلسلہ میں مشورہ دیا کہ تیمارداری کے بارے میں بالکل عام فہم انداز میں ایک مستقل مختصر کتاب لکھوں، اس سلسلہ میں جتنی باتیں بیان کی گئی ہیں ان شاء اللہ اسکا اجروثواب اسی صالح اور نیک دل عورت کو پہنچے گا'' بھلائی کی نشاندہی کرنا بھی ایسے ہی ہے جیسے بھلائی کرنا'' اللہ تعالیٰ اس کتاب کی اشاعت میں معاونت کرنیوالوں کی مددونصرت فرمائے (آمین)۔ فجزاهم اللّٰه خير الجزاء ۔

غیاث احمد رشادی

عشرۂ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ

سکون وامن اگر چاہتے ہو

وہ اخلاقی قدریں جن کو نبی رحمت ﷺ نے دنیا میں قائم فرمایا اور وہ اخلاقی حدود جن پر عمل فرما کر واضح فرمایا انہی اخلاقی قدروں اور حدود کو مشعل راہ بنا کر زندگی گزارنے سے دنیا میں سکون، آشتی، امن، اطمینان، باہمی اعتماد، بھائی چارگی کا بے مثال ماحول پیدا ہوسکتا ہے، اور وہ بہاریں تازہ ہوسکتی ہیں جنکو آج سے چودہ سو سال پہلے نبی رحمت ﷺ نے پھیلایا تھا۔

اخلاق وکردار اور آپسی معاملات ومعاشرتی پہلوؤں سے متعلق وہ چھوٹے چھوٹے کام جن کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے وہی حقیقت میں بڑے کام ہوتے ہیں جن کو اپنی اپنی زندگیوں میں لانا اور آپسی محبت والفت کو استحکام بخشنا ضروری ہے، عیادت، مدد و نصرت، ہمدردی، غمخواری، ایثار اور خوش کلامی یہ وہ کام ہیں جن پر عمل کرنے سے پھر سے سکون وراحت کا وہ دور آسکتا ہے جس کیلئے ہماری آنکھیں ترس رہی ہیں، نبی رحمت ﷺ کو مریضوں کی بیمار پرسی کا خاص خیال رہتا تھا۔

پانچ حقوق

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال حق المسلم علی المسلم خمس ردالسلام وعیادۃالمریض واتباع الجنائزواجابۃالدعوۃو تشمیت العاطس (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہیکہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں، سلام کا جواب دینا، مریض کی مزاج پرسی کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کیلئے یرحمک اللہ کہنا۔

صرف ایک ہی حالت میں کسی کے زندہ رہنے کا نام زندگی نہیں ہے، بلکہ زندگی اس مجموعہ کا نام ہے جس کی ابتدا ولادت اور انتہاء موت سے ہوتی ہے اور ان دونوں کے درمیان مختلف حالتیں اور کیفیتیں آتی جاتی ہیں، مشاہدات اور تجربات گواہ ہیں کہ انسانی

زندگی مختلف حالات سے دوچار ہوتی ہے،خوشی غم میں اورغم خوشی میں تبدیل ہوجاتا ہے، عزت ذلت میں اور ذلت عزت میں بدل جاتی ہے، آرام تکلیف میں اورتکلیف آرام میں بدل جاتی ہے، اورصحت بیماری میں اور بیماری صحت میں بدل جاتی ہے، ظاہر ہے کہ ذلت ،تکلیف ، ناکامی،غم ،اور بیماری یہ وہ حالتیں ہیں جن میں آدمی کمزور، پست ہمت، نرم اور مجبور بلکہ بعض حالات میں ناامید بھی ہوجاتا ہے ۔انسان کی یہ حالت قابل رحم ہوتی ہے اور وہ اس وقت سخت محتاج اورضرورت مند ہوتا ہے کہ اس وقت اس کی اس حالت پر کوئی دردمند رحم کھائے اور اسکو سہارا دے۔کبھی وہ مالی اعتبار سے محتاج ہوتا ہے کہ اس کے علاج معالجہ کا انتظام ہوجائے اور کبھی وہ ایسے افراد کا محتاج ہوتا ہے جو اس کی خدمت کرسکیں اوراس کے کھانے، پینے، پہننے ،اٹھنے بیٹھنے ، وغیرہ میں اسکی مدد کرسکیں، مذہب اسلام ایسے کمزوروں کو جو ناامیدی کے کنارے پہنچ سکتے ہیں انہیں امید کے ماحول میں اطمینان بخش زندگی گزارنے کا موقع دیتا ہے اور اسباب کے پیرایہ میں دوسرے صحت مند مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ بیماروں کی عیادت کریں۔

نبی رحمت ﷺ نے جہاں سلام کا جواب ، جنازوں میں شرکت ، دعوت کے قبول کرنے اور چھینک پر یرحمک اللہ کہنے کو ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حق قرار دیا وہیں بیماروں کی تیمارداری کو بھی حق قرار دیا۔

لفظ ’’حق‘‘ ہر مسلمان کو یہ احساس دلاتا ہے کہ اس کی دیگر تمام ذمہ داریوں کی طرح یہ بھی ایک ذمہ داری ہے کہ وہ بیماروں کی تیمارداری کو اپنا فریضہ تسلیم کرے۔

بیماراور تیماردار کا رشتہ

بیمار کا تعلق علاج معالجہ کے اعتبار سے صرف ڈاکٹر سے ہوتا ہے اور ڈاکٹر کا تعلق صرف بیمار سے ہوتا ہے لیکن ان دونوں کے درمیان ایک شخص ہوتا ہے جس کا تعلق ایک طرف ڈاکٹر سے ہوتا ہے کہ اس کی ہدایات کا وہ صدق دل سے پابند ہو اور دوسری طرف

بیمار سے بھی ہوتا ہے کہ اس کی ضروریات کو دھیان میں رکھنے والا ہو۔

روئے زمین پر بسنے والے انسانوں نے وہ دور بھی دیکھا ہے کہ بیماری کو قہر خداوندی سے تعبیر کیا جاتا تھا، معذوروں اور بیماروں کو قابل گردن زدنی تصور کیا جاتا تھا اور سرتن سے جدا کر دیا جاتا تھا۔ بیمار پہلے تو ایک مار کا شکار ہوتا تو اس پر ایک اور آخری مار پڑ جاتی تھی، اس سے جینے کا حق چھین لیا جاتا تھا ''خون شہیداں رنگ لایا،، کے مصداق حالات بدل گئے، ہمدردی کا بیج بویا گیا، معذوروں اور بیماروں کی تیمارداری کے فرائض قبول کئے گئے، بیمار اور تیماردار کا ایک رشتہ ہی قائم کیا گیا، حقیقی تورات وانجیل کی تعلیمات نے انسانوں میں انسانیت پیدا کی، حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھوں مادرزاد نابیناؤں کو بینا بیماروں کو صحتمند بنا دینے کا معجزہ دیا گیا، نبی رحمت ﷺ تشریف لائے بیمار اور تیمارداری کا رشتہ قرار پایا، اونچ نیچ کی تفریق ختم ہوگئی، انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریاں عائد ہوئیں انسانوں کو ایکبار پھر ایمانداری، عفوودرگزر، عیادت (تیماداری) اور جسم وروح کی پاکیزگی کا احساس ہوا، صاحب علم وفن پیدا ہوئے، بیماریوں کو پرکھنے والے اطباء آگے آئے، انسانی ہمدردی کی بنیاد پر دواخانوں کا نظم ہوتا گیا، ان دواخانوں میں بیماروں کی ضروریات کا پورا پورا دھیان رکھا جانے لگا۔

عیادت ایک فن ہے

تیمارداری ایک فن ہے اور دیگر فنون کی طرح اس فن کو سیکھنے کیلئے بھی جدوجہد، محنت اور جانفشانی کی ضرورت ہے۔ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ تیمارداری صرف ایک فریضہ ہے اور اس کے ادا کرنے میں تیماردار آزاد اور مختار ہے، اس کے کوئی اصول وآداب نہیں ہیں، حالانکہ ایسا سمجھنا بجائے خود ایک غلطی ہے۔ تیمارداری کا یہ فن دوسرے فنون کے مقابلہ میں عظمت کا حامل ہے، اسلئے کہ اس فن کے ذریعہ ایک طرف تو وہ اپنے حقیقی خالق کو راضی کرتا ہے تو دوسری طرف بندوں سے متعلق اس حق کو ادا کرتے ہوئے وہ اللہ

کے بندوں کوخوش کرتا ہے، انسان اگر دنیا میں نیک کام کرنا چاہتا ہے تو اس کے ذرائع جس طرح نماز ، روزہ ، زکوۃ اور حج وغیرہ ہیں اسی طرح اسکا ایک ذریعہ تیمارداری بھی ہے جس کے ذریعہ انسانوں کے دکھ ، درد کودور کیا جاسکتا ہے اور ایک ایسے وقت جب کہ وہ دوسرں کی مدد کے محتاج ہوتے ہیں اور دوسروں سے اُمیدیں وابستہ ہوتی ہیں ان کی اُمیدوں کو پورا کرسکتا ہے۔

لوگ ضرورت پڑنے پر اپنے رشتہ داروں ، دوستوں ، پڑوسیوں اور متعلقین کی تیمارداری تو کرلیتے ہیں لیکن اس تیمارداری میں وہ روح نہیں ہوتی جو ہونی چاہئے اور اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اگر ہماری تیمارداری نبی رحمت ﷺ کے بتائے ہوئے اصول وقوانین کے دائرہ میں آجائے تو یقیناً یہ تیمارداری بے مثال ہوگی جس میں روحانی قوت و طاقت موجود ہوگی۔

بیمار کے ذہن میں تیماردار کا تصور

بیماری سے انسان کی صرف جسمانی صلاحیت متاثر نہیں ہوتی بلکہ بیمار کے سوچنے کا انداز بھی بدل جاتا ہے۔صحت اور تندرستی کی حالت میں اس کے سوچنے اور تجزیہ کرنے کا انداز کچھ اور ہوتا ہے اور بیماری اور مجبوری کی حالت میں سوچنے کا انداز کچھ اور، صحت وتندرستی کے زمانے میں اسکو اپنے آپ پر اعتماد ہوتا ہے لیکن جب وہ بیمار ہو جاتا ہے تو اس کا اعتماد تیماردار کی طرف منتقل ہوجاتا ہے ۔ بیمار، بیماری کے زمانے میں سامنے کھڑے ہوئے تیماردار پر نظریں جمائے ہوئے رہتا ہے وہ اسکو ہمدرد، غمخوار، خیرخواہ اور خدمت گزار سمجھتا ہے اور ذہنی اعتبار سے وہ اس کے ہر مشورہ اور فیصلہ پر مطمئن بھی ہوتا ہے، ایسے موقع پر تیماردار کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ بیمار کے اس اعتماد اور اطمینان کو باقی رکھے بلکہ اس میں اور استحکام پیدا کرنے کیلئے اس کا صد فیصد خیال رکھے اور اسکے خیالات، جذبات اور ضروریات کا پورا پورا لحاظ رکھے۔

لیکن تیمارداری کے میدان کا یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ عموماً تیماردار بیمار کے جذبات، احساسات اورمزاج کا لحاظ رکھنے میں ناکام رہتا ہے اور ہوتا یہ ہے کہ تیماردار بیمار کی صرف جسمانی حالت پر نظر رکھتا ہے اسکے اندر جو تبدیلیاں حالت مرض میں آرہی ہیں انکی طرف کبھی دھیان نہیں دیتا جس کا تلخ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رفتہ رفتہ بیمار تیماردار سے متنفر ہوجاتا ہے، اور جس معیار کا اعتماد اس کے دل میں ہونا چاہیے اس اعتماد کا فقدان ہوجاتا ہے پھر بیمار تیماردار کی شخصیت کو شبہ کی نظر سے دیکھنے لگتا ہے اور ذہنی اعتبار سے غیر مطمئن ہوجاتا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بیمار معمولی معمولی باتوں پر احتجاج کرنے لگتا ہے، چلتے چلتے اس کے مزاج میں ہٹ دھرمی اور چڑچڑاہٹ پیدا ہوجاتی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیمار اور تیماردار کا یہ رشتہ کمزور بودا اور کھوکھلا ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جسمانی بیماری کیساتھ ساتھ ذہنی بیمار بھی بن جاتا ہے۔

تیماردار حاکم نہیں خادم ہے

مجبور و معذور بیمار کے بارے میں تیماردار کے ذہن میں یہ غلط تصور ہوتا ہے کہ بیمار اس کی ہر بات کو تسلیم کرنے کا پابند ہے۔ اسکے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ میں محسن ہوں اور بیمار میرے احسان کے سایہ تلے جی رہا ہے اور جو کچھ میں کہوں وہ فوراً تسلیم کرلے، لیکن تیماردار کا یہ خیال سطحی ہے، اسے اخلاق کی بلندی پر پہنچ کر سب سے پہلے یہ فیصلہ کرلینا ہے کہ وہ بیمار پر بحیثیت حاکم مسلط نہیں ہے بلکہ بیمار کے آرام اور اس کی راحت کی خاطر بحیثیت خادم اس کے ساتھ ساتھ ہے۔ تیماردار کا اولین فریضہ یہ ہے کہ وہ بیمار کی نفسیات سے واقف ہو، اسکے مزاج سے باخبر ہو اور اسکے مشوروں اور آرزوؤں کو بھی جس حد تک مفید اور ممکن ہو ملحوظ رکھنے والا ہو۔ اس طریقۂ کار سے بیمار میں نرمی اور سنجیدگی خود بخود آئے گی اور وہ تیماردار سے ہرگز ناراض نہیں ہوگا۔ تیماردار کا یہ فریضہ ہے کہ وہ بیمار کی جسمانی اور ذہنی بدلتی ہوئی ہر کیفیت پر دھیان دیتا رہے اور اس کو اہمیت بھی

دے۔صرف وقت پر غذا اور وقت پر دوا دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اسکی ہر ہر کیفیت کو بھانپ لینا اوراس کے ہر دکھ اوراسکے ہر درد کومحسوس کرنااور پھراس موقع پر حکمت ومصلحت کے تقاضے کے مطابق جس قول وفعل کی ضرورت ہے اس کوروبہ عمل لانا بھی ضروری ہے، ہم بیمار کی جسمانی تکلیفوں کوتو بہت جلد محسوس کر لیتے ہیں لیکن اس کی سوچ اوراندرہی اندر اسکے فیصلوں کواس کے چہرے سے ہم جاننے کی کوشش نہیں کرتے، تیمارداری کا اصول یہ ہیکہ مریض کی شخصیت کو سمجھا جائے، یہ دیکھا جائے کہ مریض کی پریشانیاں کیا ہیں اوراس کی ذمہ داریاں کس قدر ہیں، ایسا کرنے سے مریض کی شخصیت ابھر کر سامنے آجاتی ہے اوراس کی شخصیت کے بہت سے پہلو جوآسانی سے سمجھ میں نہیں آتے کھل کر سامنے آجاتے ہیں، اس طرح مریض کے ذہن میں فطری طور پر یہ احساس جاگتا ہے کہ اس دنیا میں کوئی تو ایسا ہے جواسکے دکھ درد کو سننے کو تیار ہے یہ چیز بیمار کو بیمار نہیں رکھتی بلکہ حوصلہ اورقوت بخشتی ہے۔

تیماردار خود بیمار

تیمارداری کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ خوداپنی صحت سے لاپرواہ اورغافل ہوجائے، تیمارداری کے اس فریضہ کی ادائیگی میں اتنے مصروف ومحو ہوجانا کہ اپنی صحت کا بھی خیال نہ رہے ’’یک نہ شد دوشد‘‘ کے مصداق اپنے آپکوبھی بیمار بنادینا ہے، تیمارداری اس لئے نہیں کیجاتی کہ خود بیمار ہوجائیں بلکہ اسکا منشا یہ ہوتا ہے کہ بیمار کوصحتمند بنایا جائے، تیمارداری جہاں ہمارا فریضہ ہےاوراس سے کوتاہی نہیں کرنی چاہیے وہیں اس بات کا بھی ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ کہیں اسکی وجہ سے ہم خود بیمار نہ ہوجائیں۔

اورحد سے زیادہ بڑھی ہوئی تیمارداری بیمار کواس کی اپنی صلاحیتوں کوفراموش کرنے پرمجبور کردیتی ہے، بہت سے چھوٹے چھوٹے کام خود مریض اپنے ہاتھوں سے کرسکتا ہے اوراس کام سے اسکی جسمانی ورزش بھی ہوجاتی ہے تو ایسے موقعوں پر مریض کوایسے کام

کرنے کا موقع دیدینا چاہیئے ۔ اگر تیماردار ہر چھوٹے بڑے کام کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لے اور بیمار کو ہاتھ اٹھانے بھی نہ دے تو اسکا منفی اثر یہ ہوگا کہ وہ معمولی سے معمولی ضرورت کی تکمیل کیلئے تیماردار کا منہ تکتا رہ جائیگا اور اپنے آپ کو معذور سمجھے گا یہ صورت انتہائی خطرناک ہوتی ہے اس سے بڑے بڑے مسئلے پیدا ہوتے ہیں، بعض مریضوں کیلئے اُٹھنا بیٹھنا ضروری ہوتا ہے اس لئے کہ بستر پر مستقل پڑے رہنے سے آنتوں کے کام کرنے کی صلاحیت کم ہوجاتی ہے اور نمونیہ ہوجانے کا خطرہ لاحق رہتا ہے، اس لئے بیمار کو ہلکے ہلکے کام کرنے کا عادی بنانا تیماردار کی ذمہ داری ہے، بیماری جہاں مزاج میں تبدیلی لے آتی ہے، وہیں اپنے دامن میں مجبوریاں لئے ہوئے آتی ہے بیمار کبھی احساس کمتری کا شکار تو کبھی احساس محرومی کا شکار ہوجاتا ہے، وہ مطالعہ کا شوقین ہوتا ہے اس کو مطالعہ کی اجازت نہیں دی جاتی، وہ جس مخصوص طرز زندگی کا عادی ہوتا ہے وہ اس سے کوسوں دور ہوتا ہے، وہ اپنی مزاجی کیفیت کے بارے میں بھی پریشان رہنے لگتا ہے، اسے یہ فکر لاحق رہتی ہے کہ اس کی اس بیماری کی وجہ سے سماج میں لوگ اسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے ہیں۔ ان سب باتوں کی وجہ سے وہ اپنے آپ میں الجھ کر رہ جاتا ہے، کبھی وہ مایوسی کے دروازے پر تو کبھی نا اُمیدی کی منزل پر پہنچ جاتا ہے ۔ ایسی خطرناک صورت میں تیماردار اگر سمجھدار، ذہین اور حساس ہوگا تو ان حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوجائے گا، وہ بیمار کو ذہنی اعتبار سے مطمئن کرنے کی کوشش کریگا اور اس کو احساس محرومی کا شکار ہونے نہیں دے گا، وہ اسکی نگاہ کو اُمید کی کرنوں کیطرف مرکوز رکھنے کی ہمہ تن جدوجہد کریگا وہ ہر لمحہ مریض کو یہ احساس دلاتا رہے گا کہ وہ اچھا ہوجائے، گا وہ دوسرے مریضوں کی مثالیں دے دے کر اسکو تسلی دیگا کہ فلاں اس بیماری سے نجات پا گئے تم بھی نجات پاؤ گے، تم بھی صحتمند ہوجاؤ گے اور وہ مریض کی ضروریات کا لحاظ بھی رکھے گا وہ مریض کو کسی بات کیلئے مجبور نہیں کریگا بلکہ وہ عادتیں جو اس کے صحتمند ہونے میں رکاوٹ ہوئی ہیں ان کو بدلنے کیلئے خوبصورت انداز سے سمجھائیگا اور بتلائے گا کہ ایسا کرنے سے تھوڑی تکلیف ضرور ہے لیکن مستقبل میں اسکے فائدے ہزار ہیں

مذہب اسلام اور عیادت

اسلام ساری انسانیت کیلئے رہنما ہے، یہ انسانوں کو شائستگی ، تہذیب اور شہری پن (آپس میں مل جل کر رہنا) سکھانے کیلئے آیا ہے، یہ انسان کو اسکے خالق سے ملانے اور اس کا انتہائی مہذب اور باوقار بندہ بنانے کیلئے نازل کیا گیا ہے، اس لئے اسلام انسان کو انفرادی طرز عمل اور آداب کی تعلیم بھی دیتا ہے کہ وہ ذاتی حیثیت میں کیسا انسان ہو اور دوسرے بنی نوع انسان کے ساتھ اس کا معاملہ کیسا ہو وہ ان سے کس طرح پیش آئے وہ دوستوں سے دوستی کس طرح نبھائے اور دشمن کے ساتھ دشمنی میں کن آداب کو ملحوظ رکھے اور کہاں پہنچ کر رک جائے اور پڑوسیوں، مہمانوں، بڑوں اور چھوٹوں کے ساتھ کن آداب کا لحاظ رکھے۔ ملاقات' خط و کتابت' گفتگو' لین دین اور کاروبار کے آداب کا لحاظ رکھے اور بیماروں، مسافروں، قیدیوں، معذوروں، سائلوں کے حقوق کو ملحوظ رکھے یہی وجہ ہے کہ ان تمام امور پر قرآن مجید اور احادیث شریفہ سے رہبری ملتی ہے جس کی روشنی میں انسان ایک متوازن' موزوں' مہذب اور مستحکم زندگی بسر کرنے کا اہل بن جاتا ہے اور زندگی بھر سلامتی کے راستہ پر چلتا رہتا ہے اور بالآخر جس منزل پر پہنچتا ہے وہ منزل اللہ کی رضا اور خوشنودی کی منزل ہوتی ہے۔

اسلامی آداب میں یہ بھی شامل ہے کہ مسلمان بیماروں کی تیمارداری کرے اور ان کیساتھ بہتر سلوک کرے اور انکی مجبوری اور معذوری کا احساس اپنے دل میں پیدا کرے جن کے دلوں میں دوسروں کے زخم کا احساس اپنے زخم سے زیادہ ہوتا ہے وہی انسان مسلمان کہلائے جانے کے لائق وقابل ہوتے ہیں۔

عیادت اور حسن ظن

بعض مشاہدات وتجربات کی بنیاد پر یہ بات عرض کرنی پڑرہی ہے کہ بعض لوگ بیمار کی تیمارداری کیلئے بیمار کے پاس تشریف لے جاتے ہیں اوراس کی بیماری کی شدت کی کیفیت اوراسکی انتہائی تکلیف واذیت کودیکھ کردلوں میں یہ بدگمانی خواہ مخواہ پیدا کرلیتے ہیں کہ یہ اس کے گناہوں اور جرائم کی سزا ہے جو یہ بھگت رہا ہے، یہ اس کے فلاں ظلم کا نتیجہ ہے جس کی سزا اس کومل رہی ہے وغیرہ وغیرہ، یہ عین ممکن ہے کہ حقیقت بھی یہی ہو لیکن ہمیں کسی کے بارے میں اس قسم کی بدگمانی کا کوئی حق نہیں ہے، اگرکسی تیماردار نے اس قسم کی بدگمانی کی اور پھرلوگوں کے سامنے اس قسم کی باتیں کہیں تو اس شخص نے ایک نیکی کی آڑ میں دوگناہ کئے، اس نے تیمارداری کرتے ہوئے جو اجروثواب حاصل کیا تھا بدگمانی اورغیبت کے ذریعہ اس کو پانی میں ملادیا ایک نیکی کے پیچھے دوگناہ کرنا کوئی عقلمندی نہیں ہے اورایسے شخص کو جان لینا چاہیے کہ کسی جسمانی تکلیف اورمصیبت کا آجانا درجات کی بلندی کیلئے بھی ہوسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے اِرشار فرمایا:

ان العبداذاسبقت لہ من اللّٰہ منزلۃ لم یبلغھابعملہ ابتلاہ اللّٰہ فی جسدہ اوفی مالہ اوفی ولدہ ثم صبرہ علی ذالک حتی یبلغہ المنزلۃ التی سبقت لہ من اللّٰہ۔ (احمدوابوداودعن محمد بن خالد اسلمی)

کسی بندۂ مومن کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا بلند مقام طے ہوجاتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پاسکتا تو اللہ تعالیٰ اس کوکسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ یا کسی پریشانی میں مبتلا کردیتا ہے، پھراس کوصبر کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ (ان مصائب وتکالیف اوران پر صبر کرنے کیوجہ سے) اس بلندمقام پر پہونچادیتا ہے جواس کیلئے پہلے سے طے ہوچکا تھا۔

کسی بھی بیمار یا مصیبت زدہ کو دیکھ کر ہمیں ایسے حوصلہ افزاء کلمات اپنی زبان سے کہنے چاہیں جن سے اس کی ہمت بڑھے، مثلاً یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کو شاید یہ منظور ہو کہ آپ کا درجہ بلند ہو، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمادے۔ وغیرہ۔

عیادت واجب یا سنت

عن ابی موسیٰؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اطعموا الجائع و عودوا المریض و فکوا العانی۔ (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور بیماروں کی عیادت کرو اور جو لوگ ناحق قید کردیئے گئے ہوں انکی رہائی کی کوشش کرو۔

اس حدیث میں نبی رحمت ﷺ نے تین باتوں کا حکم دیا ہے، مجموعی اعتبار سے یہ تینوں قسم کے لوگ مجبور و معذور ہوتے ہیں، وہ اپنی مدد کے محتاج ہوتے ہیں، اگر ایسے موقع پر ان کی مدد کیلئے کوئی دوسرا شخص اپنا ہاتھ بڑھادے تو ان کو راحت اور آرام نصیب ہوسکتا ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے بھوکوں کو کھانا کھلا کر انکی اس بے چینی کو دور کرنے کا حکم دیا، بیماروں کی عیادت کرنے کا حکم دے کر انکو بلند ہمتی بخشی اور قیدیوں کی آزادی کی فکر پیدا فرما کر ان کی رہائی کے دروازے کھول دیئے۔

محدثین نے یہ لکھا ہے کہ ان تینوں باتوں کا جو حکم نبی رحمت ﷺ نے دیا ہے یہ وجوب علی الکفایہ کے طور پر ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک شخص بھی ان احکام کو پورا کرلے تو بقیہ دوسرے لوگوں کیلئے انہیں پورا کرنا ضروری نہیں ہے، تاہم سب کیلئے ان احکام پر عمل کرنا سنت ہے اور باعث ثواب بھی، ہاں! اگر کوئی ایک شخص بھی ان احکام کو پورا نہ کرے تو پھر سب ہی لوگ نافرمانی کے گناہ میں مبتلا ہونگے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ بیمار کی عیادت اور مزاج پرسی سنت

ہے جبکہ اسکی خبر گیری اور تیمارداری کرنے والا کوئی دوسرا موجود ہو اور واجب ہے اس وقت جبکہ عموماً کوئی خبر گیری اور تیمارداری کرنے والا نہ ہو۔

عموما لوگ مالداروں، اہم عہدیداروں ذی حیثیت، صاحب عزت لوگوں، بڑے بڑے رتبے اور اونچے اونچے مقام رکھنے والوں کی عیادت اولین فرصت میں کرتے ہیں اوران کے ہاں عیادت کیلئے جم غفیر (بڑا مجمع) ہوتا ہے لیکن غریب، نادار، مسکین، مفلوک الحال، تنگدست، چھوٹے عہدوں پر فائز افراد اور متوسط گھرانوں سے متعلق لوگوں کی عیادت اور خبر گیری کوئی نہیں کرتا، جبکہ عیادت جس طرح مالدار اور صاحب ثروت افراد کی سنت یا واجب ہے اسی طرح غریبوں اور کم حیثیت رکھنے والوں کی عیادت بھی سنت یا واجب ہے، موجودہ معاشرہ میں دیگر برائیوں، خرابیوں اور خامیوں میں یہ بھی ایک خامی ہے جس کی طرف عموما توجہ ہی نہیں دیجاتی۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ایک اعرابی (دیہاتی) کے پاس اس کی بیماری کا حال پوچھنے کیلئے تشریف لے گئے، آنحضرت کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ کسی بیمار کی عیادت کیلئے تشریف لیجاتے تو اس سے فرماتے کہ کوئی ڈر نہیں یعنی اس بیماری سے غم نہ کھاؤ اس لئے کہ یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے اگر اللہ چاہے۔ (بخاری)

نبی رحمت ﷺ کے اس عمل سے یہ بات واضح ہوگئی اور امت کے لوگوں کو اس بات کا نمونہ بھی مل گیا کہ آپ ﷺ نے اپنے سے کمتر اور ادنی درجے کے آدمی کی عیادت کی اس لئے عیادت کو صرف امراء اور رؤساء تک محدود نہیں رکھنا چاہیے۔

تو نے میری عیادت نہیں کی؟

عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ تعالیٰ یقول یوم القیمة یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی قال یارب کیف اعودك و انت رب العالمین قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعده اما علمت انک لوعدته لوجدتنی عنده ...... الخ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندہ سے پوچھے گا کہ اے ابن آدم ! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی بندہ عرض کرے گا کہ تو تو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے اور بیماری سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس بیمار بندہ کی عیادت کرتا تو مجھے (یعنی میری رضا) اس کے پاس پاتا' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم ! میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، بندہ عرض کریگا کہ اے میرے رب ! میں تجھے کھانا کس طرح کھلاتا، تو تو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے (اور کسی چیز کا محتاج نہیں ہے) اللہ فرمائے گا، کیا تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندہ نے کھانا مانگا تھا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اسے (یعنی اس کے ثواب کو میرے پاس پاتا) پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم ! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہیں پلایا بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار! میں تجھے پانی کس طرح پلاتا، تو تو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندہ نے پانی مانگا اور تو نے اسے پانی نہیں پلایا، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اسے میرے پاس پاتا۔

یہ حدیث تشریح کی محتاج نہیں ہے، تاہم اس میں موجود ایک نکتہ کے ذریعہ بھوکے اور پیاسے کے مقابلہ میں بیمار کی اہمیت کا علم ضرور ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ مریض کی عیادت کے بارے میں تو یہ فرمائے گا کہ اگر تو مریض کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا، جبکہ کھانا کھلانے اور پانی پلانے کے بارے میں فرمائے گا کہ اگر تو کھانا کھلاتا یا اگر تو پانی پلاتا تو اس کے ثواب کو میرے پاس پاتا، اس نکتہ سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ مریض کی عیادت کرنا بھوکے کو کھانا کھلانے اور پیاسے کو پانی پلانے سے افضل ہے، اس لئے کہ تیمارداری کرنے والا بیمار کے پاس اللہ تعالیٰ کو پائے گا جبکہ کھانا کھلانے والا اور پانی پلانے والا جس کو کھانا کھلایا یا پانی پلایا ہے اس کے پاس اس کے اجر کو پائے گا۔

ستر ہزار فرشتوں کی دعائیں

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہے جو کبھی نافرمانی نہیں کرتے ہمیشہ اسی کام میں مصروف ہیں، جس کی ذمہ داری نظام قدرت نے انہیں بخشی ہے، ظاہر ہیکہ ایسی پاکیزہ مخلوق کی دعائے رحمت ومغفرت انسانوں کی نجات وسلامتی کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بعض بظاہر معمولی اور حقیقت میں غیر معمولی ایسے اعمال نبی رحمت ﷺ کی زبانی امت محمدیہ کو عطا فرمائے ہیں جو فرشتوں کی دعاؤں کا ذریعہ اور سبب بن جاتے ہیں جن میں سے ایک عمل عیادت ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفُ مَلَکٍ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ عَادَه عَشِیَّةً اِلَّاصَلّٰی عَلَیْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفُ مَلَکٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَکَانَ لَه خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّةِ۔ (ترمذی ابوداؤد)۔

حضرت علیؓ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مسلمان (دوسرے بیمار) مسلمان کو دن کے پہلے حصہ میں یعنی دوسرے پہر سے پہلے عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اسکے لئے شام ہونے تک رحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان دن کے آخری حصہ میں یعنی زوال کے بعد عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کیلئے صبح ہونے تک رحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں اور بہشت میں اس کیلئے ایک باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔

جن کے دلوں میں آخرت کی فکر اور جنت کی تڑپ اور آرزو ہوتی ہے وہی ایسے امور میں دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں اور باوجود مصروف ہونے کے ایسے مفید اور نافع کاموں کیلئے اپنا وقت نکال لیتے ہیں، ظاہر ہے کہ ایک بیمار کی عیادت سے ستر ہزار فرشتوں کی رحمت کی دعا کا ملنا اور جنت میں ایک ایک باغ کا متعین ومقرر ہونا ایسا معمولی صلہ نہیں ہے کہ جس

سے غفلت کی جائے، اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ کے مقرب فرشتوں کی دعائیں اور جنت کے باغات حاصل کرنے کا شوق وذوق نصیب فرمائے۔

عیادت کرنیوالا دریائے رحمت میں

ایک مومن بندہ کے دل میں یہ یقین ہونا چاہیئے کہ اس دنیا میں کامیاب زندگی کیلئے وہ اللہ کی رحمت کا محتاج ہے، یہ بات اس دنیا کی زندگی تک ہی محدود نہیں بلکہ روز قیامت اور آخرت کے تمام مراحل ومنازل کیلئے بھی ہے کہ وہاں بھی وہی شخص کامیاب وبامراد ہوگا جو اللہ کی رحمتوں کے سایہ میں ہوگا۔

سلام ہو نبی رحمت ﷺ پر جو سراپا رحمت بنکر مبعوث ہوئے کہ آپ نے اپنی امت کو جو پاک وصاف طریقہ پیش فرمایا وہ بھی رحمت ہی رحمت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

عن جابرؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من عاد مریضاً لم یزل یخوض الرحمۃ حتی یجلس فاذا جلس اغتمس فیھا (مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض)

جو شخص کسی بیمار کی عیادت کو چل پڑتا ہے اللہ کی رحمت اسے گھیر لیتی ہے جب تک کہ وہ اس کے پاس بیٹھ نہ جائے، جب وہ اس کے پاس بیٹھتا ہے تو اللہ کی رحمت میں غوطے لگاتا ہے۔ظاہر ہے کہ یہ سعادت انہی لوگوں کیلئے ہے جو مفاد پرستی اور خود غرضی سے دور رہ کر صرف اللہ کی رضا جوئی کا جذبہ لئے تیمارداری کرتے ہیں، اللہ کی رحمت کو پانے اور اس کی رحمت میں غوطہ لگانے کا شاید ہی اس سے سہل ترین طریقہ کوئی اور ہو۔

عیادت کرنے والے کیلئے جنت کے پھل

معاشرے کے افراد میں ایک دوسرے سے محبت اور الفت اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک کہ بااثر مالدار لوگ ضرورت مندوں کی مدد نہ کریں اور صحت منداور تندرست وتوانا لوگ کمزوروں اور بیماروں کی حقیقی معنی میں عیادت نہ کریں، معاشرے کو

سرسبز وشاداب چمن اور باغ کی شکل دینا ہوتو لازم ہے کہ ان حقوق کا لحاظ رکھا جائے، جب معاشرے کے افراد میں اس قسم کے حقوق ادا کرنے کا صالح جذبہ پیدا ہوگا تو اس کا نقد فائدہ یہ ہوگا کہ معاشرے میں چمن اور باغ کی طرح بہار آجائیگی اور اسکا اثر آخرت میں یہ ظاہر ہوگا کہ ایسے افراد جنت کے میوؤں کے درمیان ہنسی خوشی اپنا وقت گزار رہے ہوں گے، نبی رحمت ﷺ نے اسی لئے ارشاد فرمایا:

ان المسلم اذا عاد اخاه المسلم لم یزل فی خرفة الجنه حتی یرجع قیل یا رسول اللّٰہ ماخرفة الجنه قال جناھا (مسلم عن ثوبان)

بندہ مؤمن جب اپنے صاحب ایمان بندے کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے اس وقت حضور ﷺ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ خرفۃ الجنہ سے کیا مراد ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کے پھل، کس قدر خوش نصیب ہیں وہ تیماردار جنہیں ان کی تیمارداری کا صلہ جنت کے پھلوں کے ذریعہ دیا جارہا ہے۔

اس حدیث سے استدلال کئے بغیر میں اپنی ایک رائے یہاں ضرور تیمارداروں کو دونگا کہ وہ اس حدیث کی مناسبت سے بیماروں کی عیادت کے موقع پر بیماروں کی بیماری کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی نہ کوئی پھل اپنے ساتھ لے جائیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اے اللہ! میں بیمار کی عیادت کیلئے دنیا کے پھل لے جارہا ہوں، آپ اپنے فضل سے اس عیادت کو قبول فرمایئے اور میرے لئے اس کے عوض جنت کے پھل عطا فرمایئے۔

عیادت کرنے والے کیلئے آسمان سے مبارکبادی

عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من عادی مریضا نادی مناد من السماء طبت و طاب ممشاك و تبوات من الجنة منزلا (ابن ماجه)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے نے کسی مریض کی عیادت کی تو اللہ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ تو مبارک اور عیادت کیلئے

تیرا چلنا مبارک اور تو نے یہ عمل کر کے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔

کسی غیر معمولی اور غیر متوقع چیز کے ملنے یا کسی اہم مرحلہ کو طے کئے جانے کے بعد عموماً ایک شخص دوسرے شخص کو مبارکبادی دیتا ہے، اور عموماً تیمارداری کو لوگ ایک معمولی کام سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے کسی تیماردار کو اسکی تیمارداری پر کوئی مبارکبادی نہیں دیتا لیکن آسمان سے اللہ کا منادی پکارتا ہے کہ طبت تو مبارک، وطاب ممشاك، تیرا چلنا مبارک، اسی مبارکبادی کے ساتھ یہ خوشخبری بھی یہ منادی اللہ کے اس بندے کو دیتا ہے کہ اے بندے! تو نے یہ عمل کر کے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔

عیادت کے وقت کی چند دعائیں

تیماردار کو چاہیے کہ جب بھی وہ تیمارداری کیلئے بیمار کے پاس جائے اسکی صحت کیلئے ضرور دعاء کرے، شاید اللہ تعالیٰ اس کی دعاء قبول فرمالے اور غمزدہ مریض کو بیماری سے شفاء (نجات) مل جائے، ہم چند مسنون دعائیں تحریر کر رہے ہیں جن سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

(۱) اسال اللّٰه العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ ما من مسلم یعود مسلما فیقول سبع مرات اسال الله العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک الا شفی الا ان یکون قد حضر اجله (ابوداؤد ترمذی)۔

حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان کسی بیمار مسلمان کی عیادت کرتا ہے اور سات مرتبہ یہ کہتا ہے کہ اسال اللّٰہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک یعنی میں اللہ بزرگ و برتر سے جو عرش عظیم کا مالک ہے دعاء کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے تو اللہ تعالیٰ اسے شفا دیتا ہے بشرطیکہ اسکا وقت نہ آگیا ہو (۲) اللّٰھم اشف عبدك ینکا لک عدوا او یمشی لک الی جنازة

عن عبداللّٰہ بن عمروؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا جاء الرجل یعود مریضا فلیقل اللھم اشف عبدك ینکا لک عدوا او یمشی الی جنازۃ ۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کسی مریض کے پاس عیادت کیلئے آئے تو اسے یہ دعائیہ الفاظ کہنے چاہئیں ۔ اللّٰھم اشف ۔ الخ اے اللہ اپنے بندے کو شفا دے تا کہ وہ دشمنان دین سے جنگ وجدال کر کے انہیں زخمی اور قتل کر دے یا تیری خوشی ورضا کی خاطر جنازہ کی طرف یعنی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے چلے ۔

(۳) اذھب الباس رب الناس اشفہ انت الشافی لا شفاء الا شفائک شفاء لا یغادر سقما ۔

عن عائشةؓ ان رسول اللّٰہ ﷺ کان اذاعاد مریضا یقول اذھب الباس رب الناس اشفہ انت الشافی لاشفاء الا شفاء ك شفاء لا یغادر سقما (مسلم کتاب السلام)

رسول اللہ ﷺ جب کسی بیمار کی عیادت کرتے تو یہ دعا فرماتے: اے لوگوں کے رب! بیماری کی سختی کو اس سے دور کر دے اسے ایسی شفا دے جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے، تو شفاء دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی اور شفاء نہیں دے سکتا، حضرت عائشہؓ اس دعاء کے بارے میں فرماتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضور ﷺ اپنے داہنے ہاتھ سے مسح کرتے اور پھر یہ دعاء پڑھتے جو اوپر گذری ۔

(۴) بسم اللّٰہ تربۃارضنا بریقۃ بعضنا یشفی بہ سقیمنا باذن ربنا ۔

عن عائشةؓ ان النبی ﷺ کان اذا اشتکی الانسان الشئی منہ او کانت بہ قرحۃ اوجرح قال النبی ﷺ باصبعہ ھکذا ووضع سفیان بن عیینہ الراوی سبابۃ بالارض ثم رفعھا و قال بسم اللّٰہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی بہ سقیمنا باذن ربنا ۔ (متفق علیہ) ۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب کسی انسان کو بیماری کی شکایت ہوتی یا اس کو کوئی زخم

وغیرہ آجاتا تو حضور ﷺ اپنی انگلی اسطرح رکھ کرفرماتے حضرت سفیان بن عیینہ راوی نے اپنی انگشت شہادت زمین پر رکھی پھراٹھائی (اس طرح عمل کر کے بتایاٍ کہ سرکاردوعالم ﷺ اس طرح فرماتے تھے)اور یہ دعاء پڑھی جسکا ترجمہ یہ ہے۔

شروع اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک سے ملتی ہے اور اس کے ذریعہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کوشفا نصیب ہوتی ہے

(۵)بسم اللّٰہ ارقیک من کل شئی یوذیک و من شر کل نفس او عین حاسد اللّٰہ یشفیک بسم اللّٰہ ارقیک ۔

عن ابی سعید الخذری ؓ ان جبرئیل اتی النبی ﷺ فقال یا محمد اشتکیت قال نعم قال بسم اللّٰہ ارقیک من کل شئی یوذیک و من شر کل نفس او عین حاسد اللّٰہ یشفیک بسم اللّٰہ ارقیک ۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خذریؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیلؑ حضور کے پاس آئے اور کہا اے محمد! آپ کو بیماری کی شکایت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! حضرت جبرئیل نے فرمایا: میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس شئے سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے اور ہرنفس اور ہر حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے گا، میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں ۔

عیادت اور وضو

عن انس ؓ قال قال رسول اللّٰہ صلى الله عليه وسلم من توضا فاحسن الوضوء و عاد اخاہ المسلم محتسبا یوعد من جھنم مسیرۃ ستین خریفا (ابو داؤد)۔

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے وضوکیا اوراچھا یعنی پورا وضوکیا اور پھر حصول ثواب کے ارادے سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو اس

کو دوزخ سے ساٹھ برس (کی مسافت) کے بقدر دور رکھا جاتا ہے۔

اس سے پہلے کی حدیثوں سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ تیمارداری جہنم سے دوری کا بھی ذریعہ ہے، گویا یہ حدیث انہی احادیث کی تائید کررہی ہے جن میں تیمارداری کو سبب جنت قرار دیا گیا ہے۔

اور اس حدیث میں دوسری قابل غور بات یہ بھی ہے کہ تیمارداری کے وقت حصول ثواب کا ارادہ ہو، دخول جنت اور جہنم سے دوری وغیرہ کی جو خوشخبریاں دی گئی ہیں، وہ سب اسی شرط پر ہیں کہ تیمارداری کرنے والا اپنی نیت کو صاف رکھے کہ اللہ تعالیٰ میری اس تیمارداری سے خوش ہوجائے اور یہ تیمارداری میرے لئے ذخیرۂ آخرت بن جائے اور اس حدیث میں تیسری اور آخری اہم بات جو کہی گئی ہے وہ یہ کہ تیمارداری سے پہلے تیماردار اچھی طرح وضو کرے بظاہر تیمارداری اور وضو میں کوئی مناسبت نظر نہیں آتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ چیز جن کے کرنے سے اجروثواب ملتا ہو وہ عبادت ہے اور عبادت سے اجروثواب کا ملنا حدیث سے ثابت ہے تو گویا عیادت بھی عبادت ہے اور عبادت، وضو سے کامل اور افضل ہوتی ہے، اسی مناسبت سے تیمارداری کے وقت وضو کرنے کا اشارہ دیا گیا ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ تیماردار کو بیمار کے حق میں دعا کرنے کا حکم ہے اور وضو کی حالت میں دعاء کی جائے تو قبول بھی ہوجائے گی۔

عیادت کیلئے چل کر جانا افضل

’’تیماردار کیلئے آسمان سے مبارکبادی‘‘ کے عنوان سے ہم نے پچھلے صفحات میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کردہ وہ حدیث نقل کی ہے جس میں یہ جملہ بھی ہے کہ اللہ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ طاب ممشاك مبارک ہو تمہارا چلنا، اس لفظ سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ تیمارداری کیلئے چل کر جانا چاہئے لفظ ’’مشی‘‘ پیدل چلنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، تیمارداری کے باب میں اصل مقصد تو بیمار کے پاس پہنچنا ہے خواہ

ٹرین سے جائیں، موٹرسیکل سے جائیں، یا سیکل سے جائیں، کسی بھی ذریعہ سے بیمار تک پہنچنا مقصود ہے، لیکن علماء لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں پیدل جانے کا اشارہ ہے، تیمارداری کیلئے پیادہ پا جانا یعنی چل کر جانا افضل ہے۔ اوراگر چل کر جانا مشکل ہوتو سواری سے جانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

تیماردار بیمار کو تسلی دے

جب آدمی بیمار ہوتا ہے تو ایسے کئی قسم کے اندیشے لاحق ہوجاتے ہیں، خصوصاً علاج کے باوجود اگرافاقہ نہیں ہورہا ہے تو وہ مایوس، ملول اور غمگین ہوجاتا ہے، ایسے موقعوں پر ذہین، حساس اور سمجھدار تیمارداروں کی ضرورت ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ بیماری کی وجہ سے کچھ کمزوری تو طبعی طور پر بیمار میں آہی جاتی ہے جس کے اثرات جسم پر بھی ظاہر ہوجاتے ہیں اور بستر پر چند دنوں تک مسلسل لیٹے رہنے سے چہرہ بھی مرجھایا ہوا ہوتا ہے اور اگر بیمار دواخانہ میں ہوتو چاروں طرف مختلف طبی آلات وغیرہ ہونے کی وجہ سے ماحول خوفناک اور بھیانک نظر آتا ہے جس سے متاثر ہوکر بھولے بھالے نادان قسم کے تیماردار فوراً بول پڑتے ہیں کہ تمہیں یہ کیا ہوگیا تمہاری حالت رہ گئی؟ تم اتنے موٹے تھے اتنے دبلے کیسے ہوگئے، تم تو بہت طاقتور تھے اتنے کمزور کیسے ہوگئے، یہ کیا بیماری آگئی تمہیں؟ ہمارے فلاں رشتہ دار کو بھی یہی بیماری تھی اسی بیماری میں انکا انتقال بھی ہوگیا۔ اسی قسم کے کئی جان لیوا جملے جب تیماردار بیمار کے سامنے مسلسل کہنے لگتا ہے تو اب بیمار کے اوسان خطا ہوجاتے ہیں وہ ایک دم پریشان ہوجاتا ہے اور اگر یہ بیمار خدانخواستہ دل کا مریض ہوتو یہی تیماردار عزرائیل ثابت ہوجاتا ہے اور مریض دم توڑ دیتا ہے اور تیماردار کا یہ بھی فریضہ ہے کہ وہ انتہائی سنجیدگی، متانت، صبر، اور پراعتماد لہجہ میں بیمار سے گفتگو کرے اور ایسے جملے استعمال کرے جس سے بیمار کو اپنی بیماری ہلکی معلوم ہو، اس کو اطمینان اور راحت ملے، اور ہمت اور حوصلہ کی راہ نصیب ہوجائے، یہی طریقہ ہے نبی رحمت ﷺ کا جو سارے عالم کیلئے رحمت بنکر تشریف لائے،

عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذا دخلتم علی المریض فنفسواله فی اجله فان ذالک لا یردشیئا و یطیب بنفسه (ترمذی و ابن ماجه)

حضرت ابوسعیدؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مریض کے پاس اس کا حال پوچھنے جاوتو اسکی زندگی کے بارہ میں اسکا غم دور کرو یعنی تسلی وتشفی دو کہ فکر نہ کرو تم جلد ہی تندرست ہوجاوگے اورتمہاری عمر دراز ہوگی، اس لئے کہ یہ تسلی اگرچہ کسی چیز کو یعنی مقدر کو ٹال نہیں سکتی مگر مریض کا دل اس سے ضرور خوش ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تیمارداری کا مسنون طریقہ بیمار کو ہیبت اور پریشانی میں ڈالنا نہیں ہے بلکہ اسکو تسلی وتشفی دینا ہے، تیمارداری سنت ہے اور اس سنت کو اپنے طریقہ سے انجام نہیں دینا ہے بلکہ سنت طریقہ ہی سے انجام دینا چاہئے، تیماردار کو چاہئے کہ تسلی وتشفی کیلئے جو حکمت عملی استعمال کی جاسکتی ہے استعمال کرے اور دوسرے صحتیاب بیماروں کی مثالیں دے دے کر اسکو مطمئن کردے کہ تم بھی انہی بیماروں کی طرح صحتمند ہوجاؤگے۔

عیادت کرنے والا بیمار کیلئے دعا کرے

تیمارداری کا صرف اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ آدمی بیمار کے پاس پہنچ کر اظہارغم کرے اور دو چار باتوں کے بعد لوٹ جائے بلکہ نبی رحمت ﷺ کی تعلیمات یہ ہیں کہ تیماردار بیمار کے حق میں دعاء کرے کہ اللہ تعالیٰ اسکو صحت عطا فرمائے،شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاء قبول فرمالیں اور اس کو شفاء عطا فرمادیں، نبی رحمت ﷺ کی عیادت کے واقعات آگے آرہے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ نے جب بھی کسی کی عیادت فرمائی تو آپ نے بیمار کی صحت کیلئے دعاء فرمائی،اور نہ صرف یہ کہ عیادت کے موقع پر بیمار کے حق میں دعاء کی جائے بلکہ اسکے غائبانہ میں بھی مقبول ومخصوص اوقات میں جہاں وہ اپنے لئے دعائیں کرتا ہے وہیں اس بیمار کے حق میں بھی دعاء کرتا رہے تاوقتیکہ وہ صحتیاب نہ ہوجائے۔ سچے اور مخلص دوست ،رشتہ دار اور غمخوار ہونے کی یہی علامت

ہے کہ جس بےچینی اور بےقراری سے بیمار کے سامنے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہے اسی بے چینی و بےقراری کے ساتھ اس کے غائبانہ میں بھی اس کے حق میں دعاء کرتا رہے۔

تیماردار بیمار کے پاس شور نہ کرے

تیمارداری کا مقصد یہ ہے کہ اس سے بیمار کے جسم کو آرام و راحت اور اس کے دل کو مسرت اور سکون ملے، ظاہر ہے کہ آرام و مسرت اسی وقت ممکن ہے جبکہ بیمار کے پاس رہتے ہوئے ایسے کاموں سے بچا جائے جس سے اس کو اذیت او تکلیف ہوتی ہو، اور یہ فطری بات ہے کہ ہر آدمی کو چیخ و پکار، شور شرابے، چلانے پکارنے سے تکلیف اور بے چینی ہوتی ہے اور بعض مرتبہ بیمار اس قسم کی حرکتوں سے اور زیادہ بیمار ہوجاتا ہے، اس لئے تیمارداری کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ مریض کے پاس شور وغل نہ کیا جائے۔

عن ابن عباسؓ قال من السنة تخفيف الجلوس و قلة الصخب فى العيادة عند المرِيض (مشکوۃ باب عیادۃ المریض)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا مریض کے پاس شوروغل نہ کرنا اور کم بیٹھنا سنت ہے ، اس حدیث سے یہ ادب واضح ہوگیا کہ بیمار کے پاس شوروغل نہیں کرنا چاہئے ، بعض دیہاتی، نادان اور جاہل قسم کے لوگ اپنی محبت یا عقیدت کے اظہار کیلئے بیماروں کے پاس تیماردار کی حیثیت سے پہنچ کر زور زور سے چلا کر رونا شروع کردیتے ہیں، اور اسی انداز سے رونے کو محبت و عقیدت کے موجود ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں، حالانکہ اس سے بیمار کا سکون ختم ہوجاتا ہے، ایسی صورتوں میں بیمار ذہنی طور پر اور زیادہ پریشان ہوجاتا ہے۔

عیادت کرنیوالا بیمار کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھے

حضرت ابن عباسؓ سے مروی مذکورہ حدیث سے تیمارداری کا یہ ادب بھی معلوم ہوا کہ

بیمار کے پاس کم بیٹھنا بھی سنت ہے، اور ایک حدیث جس کے راوی حضرت سعید بن المسیبؒ ہیں وہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا افضل العیادۃ سرعۃ القیام (بیہقی)

بہترین عیادت یہ ہے کہ عیادت کرنے والا کچھ دیر بیمار کے پاس رہے اور پھر اٹھکر چلا جائے، اس سلسلہ میں ایک اور حدیث بھی ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا العیادۃ فواق ناقۃ۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

عیادت کا افضل مرتبہ اونٹنی کے دو مرتبہ دوہنے کے درمیانی وقفہ کے بقدر ہے، اسکا مطلب یہ ہے کہ اونٹنی کا دودھ دو مرتبہ یا تین مرتبہ کر کے دوہا جاتا ہے، جسکا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ دودھ دوہا پھر ذرا رک گئے اور بچوں کو تھنوں سے لگا دیا تا کہ دودھ خوب اُترے پھر اس کے بعد دودھ دوہنا شروع کر دیتے ہیں اس طرح دونوں مرتبہ کا درمیانی وقفہ بہت تھوڑا سا ہوتا ہے لہذا عیادت کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ جب کوئی کسی مریض کی عیادت کیلئے جائے تو اس کیلئے افضل یہ ہے کہ وہ مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے بلکہ دو مرتبہ دودھ دوہنے کے درمیانی وقفہ کے بقدر بیٹھے تا کہ مریض کو تکلیف نہ ہو۔

چند سبق آموز اور دلچسپ واقعات

(۱) چند آدمی مشہور بزرگ حضرت سری سقطیؒ کی مرض وفات میں ان کی عیادت کیلئے حاضر ہوئے اور پھر عرض کیا حضرت ہم جانا چاہتے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعاء فرمایئے، حضرتؒ نے دعاء کی اے اللہ ان لوگوں کو بیماروں کی عیادت کرنے کا طریقہ سکھا دے۔

(۲) ایک آدمی کسی بیمار سے ملنے آیا اور بہت دیر تک اس کے پاس بیٹھا رہا، بیمار نے کہا لوگوں کی بکثرت آمد کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف پہنچی ہے، اس آدمی نے کہا میں اٹھ

کر دروازے کو بند کر دیتا ہوں، بیمار نے کہا جی ہاں! لیکن باہر سے بند کر دیجئے۔

(۳) ایک کاہل آدمی کسی بیمار کی عیادت کو گیا اور بہت دیر تک اس کے پاس بیٹھا رہا اس نے بیمار سے پوچھا آپ کو کیا تکلیف ہے؟ وہ بولا یہی کہ آپ میرے پاس بیٹھے ہیں،

(۴) کچھ لوگ ایک مریض کے پاس آئے اور بہت دیر تک اسکے پاس بیٹھے رہے اور اس سے کہا آپ ہمیں وصیت کریں وہ بولا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کرو تو زیادہ دیر تک اسکے پاس نہ بیٹھے رہا کرو۔

اگر بیمار ہی چاہے تو

ویسے تو بیمار کے پاس تیماردار کا زیادہ دیر تک بیٹھنا مطلقاً ناپسندیدہ اور خلاف اصول ہے لیکن بیمار خود ہی اپنے ذاتی تعلق اور دلچسپی کی وجہ سے چاہتا ہو کہ تیماردار اس کے پاس زیادہ دیر تک بیٹھے تو پھر اس صورت میں بیمار کے پاس زیادہ دیر تک بیٹھنا ہی بہتر اور افضل ہوگا، بیمار کیلئے بعض حالات ایسے ہوتے ہیں کہ اکیلے بیٹھے بیٹھے وہ اکتا جاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کوئی ملجائے جس سے وہ اپنی حالت بیان کرے اور دماغی بوجھ اتار دے ایسی صورت میں موقع کا لحاظ رکھتے ہوئے تیماردار کو چاہیے کہ وہ بیمار کے پاس زیادہ وقت لگائے لیکن یہ اسی وقت افضل ہے جبکہ مریض اور تیماردار کی گفتگو میں غیبت، عیب جوئی جیسی باتیں نہ ہوں، بعض تیماردار بیمار کے سامنے اپنی طویل ترین اور بے ہنگم تقریر و گفتگو سے نہ صرف بیمار کا دماغ چاٹ لیتے ہیں بلکہ مریض کے گھر والوں کا دماغ بھی پورا نہ سہی آدھا تو چاٹ ہی لیتے ہیں، بعض مرتبہ تیماردار کے زیادہ دیر تک بیٹھنے سے اہل خانہ کو بھی تکلیف ہوتی ہے، خصوصاً ایسے گھروں میں جہاں پردہ کا معاملہ ہو اور گھر تنگ ہو تو عورتیں ایک ہی کمرہ میں یا محدود گھر میں مقید و محصور ہو کر رہ جاتی ہیں اور مروت میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتیں، اسلامی نقطۂ نظر سے تیماردار کو چاہیے کہ وہ بیمار کو زیادہ باتیں کرنے پر مجبور نہ کرے، اور اسے اپنی باتیں سنا کر الجھن میں بھی نہ

ڈالے اوراس سے بحث ومناظرہ بھی نہ کرے اور کسی معاملہ میں اس سے نہ جھگڑے اور نہ اس کے پاس شوروشغب کرے اور نہ اس کے ذوق و پسند کے خلاف کوئی گفتگو کرے اور نہ کوئی ایسا رویہ اختیار کرے جس سے مریض کو تکلیف ہو۔

بیمار کی دعاء فرشتوں کی دعاء کی طرح ہے

تیماردار تو پہلے بیمار کے حق میں دعا کرتا ہی ہے اور یہ مسنون بھی ہے جیسا کہ ہم نے پچھلے صفحات میں یہ بات بتلادی ہے، اسی کے ساتھ ساتھ تیماردار کو چاہئے کہ وہ اس بات کو اپنے ذہن میں رکھے کہ بیمار کی دعاء بھی مقبول ہوتی ہے، اور اس کی دعا کا اتنا اونچا مقام ہے کہ جس طرح فرشتوں کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں اسی طرح بیمار کی دعائیں بھی مقبول ہوتی ہیں۔

عن عمر بن الخطابؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا دخلت علی مریض فمرہ یدعولک فان دعاءہ کدعاء الملائکۃ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عمر فاروقؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم بیمار کے پاس جاو، تو اس سے کہو کہ تمہارے لئے وہ دعاء کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کیطرح ہوتی ہے۔ اس حدیث میں بیمار کی دعاء کو فرشتوں کی دعاء کے مانند قرار دیئے جانے کی ظاہری وجہ تو یہی ہے کہ بیمار فرشتوں کی مشابہت اپنے اندر رکھتا ہے، اس طور پر کہ جس طرح فرشتے گناہوں سے پاک وصاف رہتے ہیں، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتے ہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں، بیمار بھی گناہوں سے بچتا ہے، ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے، اور ہمہ تن دعاء میں مصروف رہتا ہے اس لئے اس کی دعا بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہوتی ہے۔

بیمار جو چیز مانگے دیدینا چاہیے

اگر بیمار کسی ایسی چیز کے کھانے کی خواہش کرے جس میں اس کیلئے کوئی ضرر اور نقصان نہ ہواور اسکا معالج (ڈاکٹر یا حکیم) اسکے خلاف بھی نہ ہوتو وہ چیز بیمار کو دے دینی چاہئے ،بعض بیماروں کو اس چیز کا کھانا کہ جس کے کھانے کیلئے اس کا جی چاہے نقصان دہ نہیں ہوتا بشرطیکہ وہ چیز مقدار میں تھوڑی ہو اور ایسی نہ ہو جسکے نقصان اورضرر کا پہلو غالب ہو۔

عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ عاد رجلا فقال له ماتشتهی قال اشتهی خبز بر قال النبی ﷺ من كان عنده خبز بر فليبعث الى اخيه ثم قال النبی ﷺ اذا اشتهی مریض احدكم شيئا فليطعمه (ابن ماجه)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کی عیادت کی پھر اس سے پوچھا کہ کیا چیز کھانے کوتمہارا جی چاہتا ہے، اس نے کہا کہ گیہوں کی روٹی کھانے کو میرا جی چاہتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس گیہوں کی روٹی ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنے بھائی یعنی اس بیمار کے پاس بھیج دے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بیمار ہواور کسی چیز کی خواہش کرے تو اسے وہ چیز کھلا دینی چاہئے ،بعض تیماردار ڈاکٹروں کے بتلائے ہوئے پرہیز پر حد سے زیادہ احتیاط کرتے ہیں اور مریض کی خواہش صادق کی کوئی پرواہ ہی نہیں کرتے ،اگر مریض کو واقعتاً کوئی ایسی چیز دینا ہی نہ ہو جو اس کیلئے انتہائی نقصان دہ ہوتو پہلے ہی سے مریض کے سامنے وہ چیز لانا ہی نہیں چاہیے، تیماردار بیمار کے سامنے مزے لے لے کر مرغوب اور پسندیدہ چیزیں کھارہے ہوں تو ظاہر ہے کہ بیمار کا جی بھی للچائے گا اور وہ بھی منت وسماجت کرے گا کہ کچھ اس کو بھی دے دیا جائے، بیمار کے حق میں تیماردار کی یہ بھی ایذاء رسانی ہے کہ جو چیز اس کو دینا ہی نہیں ہے اس کے سامنے آزادانہ طور پر کھائی جائے اور اس کو مانگنے پر کچھ بھی نہ دیا جائے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی مزاج پرسی کی

کیا شان ہے نبی رحمت ﷺ کی کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آپ کی علالت و بیماری کے موقع پر بحثیت تیماردار تشریف لائے ہیں اور آپ ﷺ سے آپ ﷺ کے مزاج کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان جبرئیل اتی النبی ﷺ فقال یا محمد اشتکیت فقال نعم قال بسم اللّٰہ ارقیک من کل شیء یوذیک من شر کل نفس اوعین حاسد ن اللّٰہ یشفیک بسم اللّٰہ ارقیک (مسلم)

حضرت ابوسعید خدریؓ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور مزاج پرسی کے طور پر کہا کہ اے محمد ﷺ! کیا آپ علیل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا خدا کے نام پر آپ پر افسون پڑھتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت پہنچائے اور ہر شخص کی برائی یا پر حاسد آنکھ سے اللہ آپ کو شفا دے۔

اس حدیث سے اس بات کا ثبوت ملا کہ تیمارداری اور تیمارداری کے موقع پر بالخصوص مریض کیلئے دعاء کرنا وہ پسندیدہ اور محبوب عمل ہے کہ جس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عمل کر کے بتلایا، اور اُمت محمدیہ ﷺ کو اس بات کا درس دیا کہ تیمارداری بھی مسلمان کا ایک فریضہ ہے جس سے وہ کنارہ کشی اختیار نہیں کرسکتا۔

حضور ﷺ نے یہودی لڑکے کی عیادت کی

عن انس رضی اللہ عنہ قال کان غلام یھودی یخدم النبی ﷺ فمرض فاتاہ النبی ﷺ یعودہ فقعد عند راسہ فقال لہ اسلم فنظر الی ابیہ وھو عندہ فقال اطع اباالقاسم فاسلم فخرج النبی ﷺ وھو یقول الحمد للّٰہ الذی انقذہ من النار

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ مریض ہوگیا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کیلئے اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا تو اللہ کا دین (اسلام) قبول کرلے، اس نے اپنے والد کی طرف دیکھا جو وہیں موجود تھے، اس نے لڑکے سے کہا کہ تو ابوالقاسمؐ کی بات مان لے، اس لڑکے نے اسلام قبول کرلیا، رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور یہ کہہ رہے تھے ''حمد اس اللہ کی جس نے اس لڑکے کو جہنم سے نکال لیا'' حضور ﷺ کا یہ عمل اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اگر ہمارے پڑوس میں یا کہیں اور کوئی غیر مسلم بھی رہتا ہو اور اس کے بیمار ہونے کی اطلاع ہو تو اس کی عیادت اور مزاج پرسی سے بھی گریز نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ یہ بات پڑوس کے حقوق کے بارے میں حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ جو غیر مسلم پڑوسی ہے اس کا بھی ایک حق ہے تو ظاہر ہے کہ غیر مسلم سے بالکل ہی بے تعلق ہو جانے کی تعلیم نہیں ہے بلکہ اسکے ساتھ انسانی ہمدردی اور حقوق کا لحاظ ضرور رکھا جائے گا ، یہ اسلامی تعلیمات کی وسعت پسندی ہیکہ ایک غیر مسلم کی عیادت کی بھی تعلیم اسلام دیتا ہے، آپ ﷺ کا یہ عمل ہم سب کیلئے نمونہ ہے بعض تنگ نظری کا شکار لوگوں کی عقل غیر مسلموں کی عیادت کو تسلیم نہیں کرتی حالانکہ ہمیں اس تنگ نظری سے آزاد ہوکر سوچنا ہے، اس واقعہ سے یہ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ آپ ﷺ کی یہی عیادت ایک یہودی لڑکے کے اسلام لانے کا ذریعہ بن گئی ، کتاب خزانہ میں لکھا ہے کہ یہود کی عیادت کیلئے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ہاں ! مجوسیوں کی عیادت کے بارہ میں علماء کرام کے اختلافی اقوال ہیں ، فاسق کی عیادت کے بارے میں صحیح بات تو یہ ہے کہ اس کی عیادت کیلئے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس حدیث کے اس جملے فقعد عند راسه سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مریض کے سرہانے ٹھہرنا مسنون ہے۔

عیادت کے آداب بہ یک نظر

(۱) بیمار کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کی بیماری اور علاج کے متعلق دریافت کرنا۔

(۲) بیمار کی صحت کے لئے دعاء کرنا۔

(۳) بیمار کو تسلی دینا اور اطمینان دلانا کہ تم بہت جلد صحت مند ہو جاؤ گے۔

(۴) بیمار کی حتی المقدور خدمت کرنا اور اس کی ضرورت پوری کرنا۔

(۵) اگر بیمار کو علاج معالجہ اور دوسری ضروریات کی تکمیل میں روپیہ پیسہ کی ضرورت پڑ رہی ہو تو اس کی مدد کرنا۔

(۶) بیمار کے پاس کم بیٹھنا ہاں! اگر وہ خود بیٹھنے پر اصرار کرے تو بیٹھ جائے۔

(۷) بیمار کے پاس شور وشغب اور واویلا نہ مچانا۔

(۸) بیمار کے سرہانے بیٹھنا۔

(۹) اللہ کو راضی کرنے اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے تیمارداری کرنا۔

(۱۰) بیمار جو چیز مانگے اگر اس کے لئے مضر نہ ہو تو وہ چیز دیدینا۔

(۱۱) بیمار کے پاس بیٹھ کر مایوسی کی باتیں نہ کرنا۔

حضور ﷺ نے حضرت جابرؓ کی عیادت کی

حضرت جابرؓ بیمار ہوئے تو اگرچہ ان کا گھر فاصلہ پر تھا لیکن سرکار دوعالم ﷺ پیدل انکی عیادت کو جایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

ایک مرتبہ حضرت جابرؓ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر پیدل ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، ان پر غشی طاری تھی پانی منگوا کر وضو کیا اور بچے ہوئے پانی کو ان کے منہ پر چھڑکا، حضرت جابرؓ ہوش میں آگئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ؟ اپنا ترکہ (وراثت کا مال) کس کو دوں؟ اس پر یہ آیت اتری کہ یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم ... الخ (بخاری شریف

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ حضرت جابرؓ کی عیادت کو پیدل تشریف لے گئے اور حضور ﷺ نے باوجود نبی اور رسول ہونے کے حضرت جابرؓ کی عیادت کی اور امت کو تعلیم دی کہ عیادت کے معاملہ میں یہ اصول ہرگز نہیں ہے کہ چھوٹا آدمی ہی بڑے آدمی کی عیادت کرے بلکہ بڑے آدمی کو بھی چاہیے کہ وہ چھوٹے آدمی کی عیادت کرے۔اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تیماردار اپنے ساتھ کسی دوسرے آدمی کو بھی عیادت کیلئے بیمار کے پاس لے جاسکتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ اپنے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کو لے گئے تھے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت

ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو عیادت کیلئے آپ ﷺ تشریف لے گئے حضرت سعدؓ کو بیماری کی حالت میں دیکھکر آپ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے آپ ﷺ کے آنسو دیکھکر سب کے آنسو نکل آئے۔(بخاری)

حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے درمیان جو والہانہ لگاؤ تھا اس کی یہ ایک مثال ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کی تیمارداری کیلئے نہ صرف حضور ﷺ تشریف لے گئے بلکہ ان کی بیماری کی اس حالت کو دیکھ کر اس قدر رنجیدہ اور ملول بھی ہوئے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے،حضور ﷺ کے دل میں صحابہ کرامؓ کی اس قدر گہری محبت تھی جس کا اظہار ایسے مواقع پر ہوجایا کرتا تھا۔ان صحابہ کرامؓ نے بھی تو آپ کی خاطر اپنی جان اور اپنا سارا سرمایہ نچھاور کردیا تھا۔یہ صرف ایک دو مثالیں ہیں،حضور ﷺ کی تیمارداری کی ورنہ احادیث میں اس قسم کے واقعات متعدد ہیں جن کے احاطہ سے کتاب کے طویل ہونے کا خدشہ اور خوف ہے۔

بیمار کے گھر والوں سے بیمار کی حالت پوچھنا

عن ابن عباسؓ ان علی بن ابی طالبؓ خرج من عند رسول اللّٰہ ﷺ فی وجعہ الذی توفی فیہ فقال الناس یا ابا الحسن کیف اصبح رسول اللّٰہ ﷺ قال اصبح بحمد اللّٰہ بارئا ۔ (بخاری)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ حضور ﷺ کی اس تکلیف میں جس میں آپکا وصال ہوا آپ کے پاس سے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا اے ابوالحسن ! آج حضور ﷺ کی طبیعت کیسی ہے؟ فرمایا بحمد اللہ اب تندرست ہیں۔ صحابہ کرامؓ کا یہ عمل کہ انہوں نے حضور ﷺ کی بیماری سے متعلق آپ کے داماد حضرت علی مرتضیٰؓ سے دریافت کیا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اس عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیماری کی حالت بیمار کے کسی رشتہ دار سے پوچھ لینا بھی مستحب ہے۔

بیمار کے آرام کا خیال رہے

تیمارداری ایک حق ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیمار کے آرام اور اس کی نیند کے اوقات کا پاس ولحاظ رکھے بغیر ہی وقت بے وقت اسکے گھر پہنچ جائیں اور اس کو تکلیف پہنچائیں ،عیادت کے لئے جانے سے پہلے جہاں تک ہوسکے بیمار کے متعلقین سے پہلے ہی دریافت کرلینا چاہئے کہ بیمار کے آرام کے اوقات کیا ہیں ؟ وہ کب بیدار ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ ؟ تیمارداری راحت کا ذریعہ بن جائے نہ کہ زحمت اور تکلیف کا ذریعہ ،بعض مرتبہ بیمار کی وجہ سے اہل خانہ کو اس قدر تکلیف نہیں پہنچتی جس قدر کہ تیمارداروں کی مہمان نوازی کی وجہ سے تکلیف اوردشواری ہوتی ہے، اہل خانہ ایک طرف تو بیمار کی خدمت میں تھک جاتے ہیں تو دوسری طرف بیمار کے پاس آنے جانے والوں کیلئے چائے اور دیگر مشروبات کی تیاری میں تھک جاتے ہیں۔

بیمار اور عیادت کرنیوالے کی گفتگو پر فرشتوں کی دعاء

عن ابی هریرہؓ قال قال رسول ﷺ و ما مرض مسلم قط الا و کل اللّٰہ به ملكين من ملائكته لا يفارقانه حتى يقضى اللّٰه فيه باحدى الحسنيين اما بموت و اما بحياة فاذا قال له العواد كيف تجدك قال الحمد للّٰه اجدنى والله بخير قال له الملكان ابشر بدم هو خير من دمک و بصحة هى خير من صحتک فاذا قال العواد كيف تجدك قال اجدنى مجهودا مكروبا فى بلاء قال له الملكان ابشر بدم هو شر من دمک و بلاء هو اطول من بلائک

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مسلمان بھی بیمار نہیں ہوتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ دو فرشتے اس کے سپرد کر دیتا ہے جو اس سے کبھی علحدہ نہیں ہوتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق دو اچھائیوں میں سے ایک کا فیصلہ فرما دے یعنی موت کا یا زندگی کا، پس جب کوئی عیادت کرنے والا مریض سے کہتا ہے تیرا کیا حال ہے؟ تو وہ کہتا ہے الحمد للہ میں اپنے آپ کو قسم بخدا بہتر پاتا ہوں اور تجھے صحت کی خوشخبری ہو جو تیری (اس) صحت سے بہتر ہوگی اور جب مریض سے عیادت کرنے والا پوچھتا ہے (تیرا کیا حال ہے) تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ (اور) وہ جواب دیتا ہے میں اپنے آپ کو مرض کی مشقت میں دکھیا پاتا ہوں تو اس سے فرشتے کہتے ہیں خوش ہو جا تیرے لئے ایسا خون ہے جو تیرے (موجودہ) خون سے بدترین ہے اور ایک مصیبت ہے جو تیری اس مصیبت سے زیادہ طویل ہے۔

اس حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ بیمار کا صبر کرنے کے بجائے شکایت کرنا اپنے مرض کو اور بڑھا لینا ہے اور صبر کے ساتھ اللہ کی حمد و ثنا کرنا اپنے

مرض کو دور کرنا اور صحت کی نعمت کو پالینا ہے، ایسے موقع پر بیمار کا یہ فریضہ ہے کہ وہ عیادت کرنے والے کے اس سوال پر کہ تم اپنے آپ کو کیسے پاتے ہو؟ یہی جواب دے کہ میں اپنے آپ کو اللہ کے فضل سے بہتر پاتا ہوں، اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور وہ فرشتوں کی دعا کا حقدار بنتا ہے، ایسے موقعوں پر تیماردار کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ بیمار کو اس بات کی تلقین کرتا رہے کہ وہ اس حالت بیماری میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور جو بھی اس سے اس کی حالت دریافت کریں ان سے وہ اپنے بہتر ہونے کا اظہار کرے تاکہ اس کا یہ عمل اس کی صحت مندی کا ذریعہ بنجائے۔

عیادت کرنیوالے کی رپورٹ رب کے پاس

عن عطاء بن یسارؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذا مرض العبد بعث اللّٰه الیہ ملکین فیقول انظرما یقول لعوادہ فان ھو اذا جاء ہ حمد اللہ واثنی علیہ رفعا ذالک الی اللّٰہ عزوجل وھواعلم فیقول لعبدی علی ان توفیتہ ان ادخلہ الجنہ وان اناشفیتہ ان ابدلہ لحماخیرا من لحمہ ودما خیرا من دمہ وان اکفر عنہ سیاتہ۔

حضرت عطا بن یسارؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جب کوئی انسان بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے بھیج دیتے ہیں اور فرماتے ہیں اس کی نگرانی کرو یہ اپنے عیادت کرنے والوں کو کیا جواب دیتا ہے؟۔

پس جب وہ اس کے پاس آتے ہیں اور یہ اللہ کی تعریف اور اسکی ثنا بیان کرتا ہے تو یہ فرشتے اس کی رپورٹ لیکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں میرے اس بندے کیلئے انعام یہ ہے کہ اگر میں نے اسے وفات دی تو اسے جنت

میں داخل کروں گا اور اگر شفا بخشی تو اس کے گوشت کو بہتر گوشت میں تبدیل کرونگا اور اس کے گناہ بھی مٹاوں گا، چونکہ بیمار اور تیماردار کی گفتگو پوری طرح فرشتوں کی طرف سے ریکارڈ ہورہی ہے اور یہ گفتگو بارگاہ رب العزت میں ہونے والی ہے تو بیمار اور تیماردار دونوں کو بہت ہی محتاط گفتگو کرنا چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بے احتیاطی سے اللہ تعالیٰ کی مدد کے بجائے غضب نازل ہو، جب تیماردار کو یقین ہو کہ بیمار شکوہ شکایت کے کلمات کے سوا اور کچھ نہیں کہنے والا ہے اور اللہ کی تعریف وتحمید بیان کرنے کے بجائے ناشکری کے کلمات ہی کہنے والا ہے تو تیماردار کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انتہائی محتاط رویہ اختیار کرے تاکہ اس کی ناشکری کا وہ ذریعہ نہ بنے اور بیمار بھی ناشکری اور شکوہ شکایت اور بے صبری کے گناہ سے بچ جائے۔

☆ تمت بالخیر ☆